Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۷

جلد ۹ | ۸ر فتح ۱۳۳۹ھ ش ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ ۸ر دسمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ر دسمبر (بوقت ۹ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً اچھی رہی اسوقت بھی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کیلئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۷ر دسمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال آج رات کی گاڑی پاکستان سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔ پہلے ۳۰ر نومبر کو تشریف آوری کی اطلاع تھی لیکن اچانک چھوٹی صاحبزادی کے علیل ہو جانے کے باعث مزید چند یوم آپ کو لاہور میں رکنا پڑا۔ اب بفضلہ تعالیٰ سب صحت سے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ کی تیاریاں جاری ہیں مہمانوں کی آمد بھی شروع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے لائے اور بسلامت اپنے وطن واپس لے جائے۔ آمین

بمبئی میں گیتا جینتی کے موقع پر احمدی مبلغ کی کامیاب تقریر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

۱۶ر نومبر کو شری ہرے کشن داس اگروال جنرل سیکرٹری گیتا جینتی کا مجھے ایک خط ملا۔ اس خط کے ساتھ "گیتا جینتی" کا پورا پروگرام۔ ایک اشتہار اور دعوتی کارڈ بھی تھے۔ اس کے ساتھ ان مہاتماؤں اور سادھوؤں کے ناموں کی ایک فہرست بھی تھی جو اس جینتی میں شرکت کے لئے ہندوستان کے طول و عرض سے آرہے تھے۔ میں نے اس فہرست پر نظر ڈالی تو اس میں ۱۹ویں نمبر پر مجھے اپنا نام بھی نظر آیا۔ میرے بعد اور بھی بائیس سادھوؤں کے نام تھے۔

یہ جینتی ۲۲ر نومبر سے ۲۹ر نومبر تک منائی جا رہی تھی۔ روزانہ دو اجلاس تھے ایک صبح کا دوسرا شام کا۔ ۲۲ر کے شام کے اجلاس میں میں نے شرکت کی۔ اس وقت حاضرین کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اسٹیج پر ہندوستان کے مشہور سادھو اور مہاتما بھاری تعداد میں موجود تھے۔ میں بھی انہیں سادھوؤں کے درمیان بیٹھ گیا۔ تقریریں گیتا پر ہو رہی تھیں۔ لیکن لوگوں کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ اسی وقت دو اجلاسوں کی بجائے جینتی کے روزانہ ۳ اجلاس منعقد کئے جانے کا اعلان ہوا۔ آخری اجلاس کے بعد روزانہ گیتا کی فلم بھی دکھائی جاتی تھی۔

مجھے جینتی کے جنرل سیکرٹری نے بتایا کہ ۲۷ر نومبر اتوار کو پہلے اجلاس میں میری تقریر ہے۔ میں نا شتہ کر کے مقررہ پر اپنے ایک دوست محمد شرف الدین ہرگز صاحب آف کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اسٹیج پر مجھے پھولوں کا ہار پہنایا گیا۔

جب میری تقریر کا وقت آیا تو جینتی کے جنرل سیکرٹری نے پہلے حاضرین سے میرا تعارف کرایا۔ اس میں جماعت احمدیہ کے عقائد اور پھر ہندو ازم پر میری معلومات کا ذکر کیا۔ اس کے بعد مجھے مائک پر آنے کی دعوت دی اس وقت حاضرین کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اور اسٹیج پر پچاس سادھو بیٹھے تھے۔

سارے جہاں تھا بیٹھ کر تقریر کر رہے تھے۔ میں نے بھی ان کی اقتداء کی اور آسن پر بیٹھ گیا۔ بسم اللہ کے بعد جب میں نے سلوک انتہا جیہ سنسکرت کے دو شلوک پڑھے تو ہر طرف تالیاں بجنے لگیں۔ اور چاروں طرف سے [illegible] سے حملہ کیا۔ مگر میں اپنی دھن میں تقریر کرتا گیا۔

میں نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمایا ہوا یہ ارشاد پیش کیا کہ سارے مذاہب اور دھرموں کی اصل ایک ہی ہے۔ میں نے اس پر استدلال گیتا کے دو شلوکوں سے کیا۔ جب میں نے یہ دونوں شلوک پڑھے تو سارا مجمع جھوم رہا تھا۔ میں نے پہلے تفسیر کبیر کے حوالے سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ تحقیق پیش کی کہ منو، مہاراج اور نوح اصل میں ایک ہی مذہبی بزرگ کے تین نام ہیں۔ اور ہندو، مسلم اور عیسائی تینوں بڑی قومیں اسے کسی ایک بزرگ کی طرف منسوب کرتی ہیں۔ میں نے حضور ایدہ اللہ کی اس تحقیق پر اور بھی آثار و شواہد پیش کئے اس کے بعد گیتا۔ یہ ”کرم یوگ“ اور ”گیان کے مارگ“ پر روشنی ڈالی میں نے جب تقریر ختم کی تو تالیوں کا ایک شور بلند تھا۔

اجلاس کے بعد سادھوؤں کا ایک گروپ فوٹو لیا گیا۔ اس گروپ میں مجھے بھی بٹھایا گیا۔ اور اس کے بعد جب میں وہاں سے آنے لگا تو تمام سادھوؤں نے مجھے مبارکباد دی۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقعہ تھا کہ اتنے بڑے اجتماع میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت میاں صدرالدین صاحب رضی اللہ عنہ قادیان میں وفات پا گئے

انا للہ و انا الیہ راجعون

قادیان ۸ر دسمبر یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کیساتھ سنی جائیگی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی اور بزرگ درویش حضرت میاں صدرالدین صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ گذشتہ رات بوقت ۹-۸ بجے قریباً نوے سال وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آج گیارہ بجے کے قریب محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان نے درویشان کی جماعت سمیت جنازہ گاہ (واقع بڑا باغ) میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قطعہ صحابہ خاص بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اور محترم مولوی صاحب موصوف نے قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔ بوجہ پیرانہ سالی کے ایک عرصہ سے مرحوم کی صحت زیادہ ہی خراب ہو چکی تھی تاہم آخر وقت تک آپ کے ہوش و حواس قائم رہے بلکہ وفات سے چند گھنٹے پہلے عصر کی نماز کے بعد آپ نے محترم امیر مقامی سے ملاقات کی خواہش کی۔ جب موصوف آپ کے پاس پہنچے اور بتایا گیا کہ محترم مولوی صاحب تشریف لے آئے ہیں تو بڑی محبت کے ساتھ معانقہ کیا اور کہا کہ اب میرا آخری وقت ہے۔ میرا دل چاہتا تھا آپ سے ملاقات کروں۔ مرحوم کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر و تعلیمی ادارے بند رہے۔

آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے تھے۔ آپ کی بیعت چاند سورج گرہن (۱۸۹۴ء) سے ایک دو سال قبل کی تھی۔ آپ اپنی کاروباری امانت و دیانت میں بہت مشہور تھے۔ اسبارہ میں اپنے اور غیر سبھی اُن کے مداح تھے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان سلسلہ سے بہت اخلاص اور محبت رکھتے تھے۔ آپ کی اولاد میاں عبدالرحمٰن صاحب ربوہ میں اور میاں محمد عبداللہ صاحب مع بچوں کے قادیان میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں دائم پرفائز فرمائے۔ آمین۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اُنہترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۶، ۱۷، ۱۸ر دسمبر ۱۹۶۰ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۹ واں جلسہ سالانہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو منعقد ہوگا جملہ امراء و صدر صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع افراد جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو دے کر تحریک کریں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع سے مستفید ہونے کے لئے قادیان تشریف لائیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ناز آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۸ ردسمبر ۱۹۶۶ء

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے!

انہی کالموں میں شری ویریندر ایڈیٹر پرتاپ جالندھر کے امریکہ کی سیاحت کے بعض لیسے حالات کا تذکرہ ہوا تھا جن سے امریکہ کے باشندوں کا روحانیت کی طرف رجوع ظاہر ہوتا ہے۔ چند روز ہوئے اسی سیاحت نامہ میں موصوف نے اسی قسم کا ایک اور واقعہ بیان کیا لکھتے ہیں:۔

"میں ریل گاڑی میں فلاڈلفیا سے واشنگٹن جا رہا تھا۔ ایک نوجوان لڑکی میرے پاس آکر بیٹھ گئی۔ پوچھنے لگی کہاں سے آئے ہو۔ میں نے بتایا ہندوستان سے۔ پھر بولی کیا تمہیں پرماتما پر وشواش ہے۔ میں نے کہا ہے۔ تو کہنے لگی وہ کہاں ہے۔ میں نے کہا دیکھا تو نہیں لیکن محسوس ضرور کرتا ہوں کہ کوئی طاقت ہے جو اس دنیا کو چلا رہی ہے۔ میں اسے ہی پرماتما سمجھتا ہوں۔ تو کہنے لگی میں نے تو سُنا ہے کہ تمہارے دیش میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے پرماتما کو دیکھا ہے۔ کیا وہ دوسروں کو بھی دکھا سکتے ہیں ——— اس لڑکی کے چہرہ سے ایسا ہوتا تھا کہ وہ پریشان ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ آخر اس نے کہا کہ وہ ہندوستان جانا چاہتی ہے شاید وہاں جاکر اس کی مشکل حل ہو جائے۔"

(پرتاپ جالندھر مورخہ ۲۰ ۱۱)

قطع نظر اس بات کے کہ مسٹر ویریندر کے جوابات نے کس حد تک سائل کو مطمئن کیا اس کے متجسسانہ سوالات سے اس کی دلی تڑپ کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ اور پھر جس ڈھنگ سے اس نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق استفسار کیا ہے۔ ہر مذہب پرست سے اس کے صحیح جواب کی توقع کی جانی چاہیئے بے شک ہندوستان اوتاروں کی سرزمین کہلاتی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا کے تمام خطوں کی طرح خدا تعالیٰ نے سرزمین ہند کو بھی اپنے برگزیدہ بندوں کی لعثت سے خالی نہیں رکھا۔ انہیں میں حضرت گوتم بدھ۔ حضرت کرشن حضرت رامچندر جی علیہم السلام ہیں جن کے نام لیوا ہزاروں اور کروڑوں کی تعداد میں اس ملک میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بیسیوں دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے اس ملک میں آباد ہیں۔ اور سبھی اپنے اپنے مذہب کو بہتر اور اپنے عقائد و تعلیمات کو برتر خیال کرتے ہیں۔ مگر مذہب کی جو اصل غرض ہے کہ ایک بندہ کا اپنے زندہ خدا سے تعلق قائم ہو۔ فی زمانہ اس تعلق کا واضح ثبوت پیش کرنے سے کیا یہ سبھی عاجز آجاتے ہیں یہ سب لوگ ایک ظاہر پرست فلاسفر کی طرح یہ تو کہتے ہیں۔ کہ اس کارخانۂ عالم کا کوئی "خدا ہونا چاہیئے" مگر کیا ایسی زبردست قدرتوں کا مالک خدا فی الواقع "ہے بھی"؟ اس بات میں صرف اور صرف اسلام ہی منفرد ہے۔ اور اسلامی فرقوں میں سے اس وقت احمدیہ جماعت ہی برملا طور پر اس بات کو پیش کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب امریکن لڑکی نے مسٹر ویریندر سے اسی قسم کا سوال کیا تو اُنہوں نے ویسا ہی جواب دیا۔

جہاں تک خدا کو دیکھنے کا سوال ہے ان مادی آنکھوں سے اُس کی رویت ممکن نہیں۔ اور جس صورت میں کہ دنیا کی بیشمار اشیاء ایسی ہیں جن کو آنکھ کے علاوہ دیگر حواس سے معلوم کیا جاتا ہے۔ پھر خدا ہی کے متعلق ایسا اصرار کیوں کیا جائے کہ وہ ان ظاہری آنکھوں سے دکھائی دے۔ اُس وراء الوراء ہستی کو دیکھنے کے لئے روحانی بصیرت کی ضرورت ہے۔ جب ایک انسان طہارت باطنی اور دل کی کامل صفائی کے نتیجہ میں اپنے اندر ایک روحانی بصیرت پیدا کر لیتا ہے تب خدا کو بھی دیکھنا اُس کے لئے کچھ مشکل نہیں رہتا۔

ماسوا اس کے ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں پر اپنی ہستی کا خود ثبوت دینے کے لئے اُنہیں مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بخشتا ہے اُنہیں پیش از وقوع کئی قسم کی خبروں کی اطلاع دیتا ہے۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی رحمت نے اس زمانہ میں بھی جوش مارا اور سرزمین ہند ہی میں اس نے قادیان کی مقدس بستی سے ایسے کامل وجود کو اپنی ہمکلامی کا شرف بخشا اس مقدس وجود کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھا۔ آپ نے آج سے ۶۲ سال پہلے نہایت واشگاف الفاظ میں اس بات کا اعلان کیا کہ ؎

آں خدائیکہ از وخلق وجہاں بے خبر اند
برمن جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

(وہ خدا جس سے مخلوق اور لوگ بے خبر ہیں اُس نے مجھ پر تجلی کی ہے اگر تو اہل ہے تو مجھے قبول کر)

اسی طرح آپ نے "اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے۔ اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے۔ اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ ۱۳۴)

خدا تعالیٰ آپ سے ہمکلام ہوا۔ آپ کو صدہا پیش از وقوع باتوں کی خبر دی جو اپنے وقت پر نہایت صفائی سے پوری ہوئیں۔ اور آپ کی صداقت کے ہزارہا نشانات نہ صرف اس ملک میں بلکہ امریکہ میں بھی ظاہر ہوئے اور آپ کی پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئیں جیسا کہ ڈاکٹر الگزنڈر ڈوئی کے متعلق جو امریکہ ہی کا باشندہ تھا آپ کی طرف سے دی گئی قبل از وقت خبر نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ نیز ایسے وقت میں جبکہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے معدودے چند افراد تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بزبان انگریزی یہ خوشخبری دی کہ

"I Shall give you a Large party of Islam"

چنانچہ آج دنیا بچشم خود مشاہدہ کر سکتی ہے۔ نہ صرف برصغیر ہند و پاکستان میں آپ کے ماننے والے ایک بڑی تعداد میں ہیں بلکہ ساری دنیا میں اس مقدس جماعت کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور سینکڑوں مبلغین اسلام کے پیغام کو اکناف عالم میں پہنچانے میں مصروف ہیں۔ اور انگریزی زبان بولنے والے لوگوں ہی میں سے ایک بڑی جماعت عطا فرمائی جس کا ایک ایک فرد اس الہام الٰہی کی صداقت کا زندہ نشان ہے۔ یہ سب وسیع قدرتوں کے مالک خدا کی وسیع قدرتوں کی ایک چھوٹی سی مثال ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

نہ صرف یہ بلکہ حضور نے تو زندہ مذہب کی علامت یہ قرار دی کہ اس مذہب میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے نمونے نہایت واضح طریق پر ملتے ہوں آپ فرماتے ہیں ؎

ہے وہی دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں

ان مختصر الفاظ میں امریکن لڑکی کے پہلے سوال کا جواب نہایت جامع طریق پر آگیا ہے جس نے مسٹر ویریندر سے سوال کیا تھا کہ جب آپ کو خدا کی ہستی پر ایمان ہے تو فرمایئے کہ وہ کہاں ہے؟ حضور نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آیت قرآنی لا

تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار

کی تفسیر ہی کر کے بتادی کہ خدا کی وراء الوراء ہستی ان ظاہری آنکھوں سے دیکھی جانی ممکن تو نہیں مگر وہ اپنی قدرتوں سے خود ہی اپنی ہستی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔

باقی رہا امریکن لڑکی کا یہ اظہار کہ:۔

"میں نے سُنا ہے کہ تمہارے دیش (ہندوستان) میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے پرماتما کو دیکھا ہے"

اُس کی یہ اطلاع اس پہلو سے تو بالکل درست ہے کہ یہ دعوٰے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے اور آپ ہی کی مقدس جماعت میں بیسیوں ایسے افراد اب بھی موجود ہیں جن پر خدا تعالیٰ اپنا ایسا فضل فرما رہا ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ اُسے احمدیہ جماعت کے لٹریچر اور اُس کی تبلیغ سے اس بات کا پتہ چلا ہو کیونکہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشن جس طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں موجود ہیں۔ خود امریکہ میں بھی پوری تندہی سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ متعدد بار خود فلاڈلفیا میں اس زندگی بخش پیغام کو پہنچانے کی اُنہیں سعادت حاصل ہوئی۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

——— ✕✕✕✕ ———

خطبہ جمعہ

دنیا کو فتح کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تبلیغ ہے

قرآن کریم کے ذریعہ جہاد کبیر کرو اس کے ذریعہ جو جہاد کروگے وہ موت کی بجائے زندگی بخشے گا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ر مارچ ۱۹۴۷ء بمقام محمد آباد (سندھ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی بنصرہٖ کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبۂ جمعہ ہے جو ابھی تک سلسلہ کے کسی اخبار یا رسالہ میں شائع نہیں ہوا۔ آج اسے پہلی مرتبہ قارئین بدر کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ — خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

عیسائیت کے ابتدائی حالات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیحؑ کے حواریوں میں گو بعض کمزوریاں بھی پائی جاتی تھیں۔ لیکن ان میں تبلیغ کا ایسا غیر معمولی جذبہ پایا جاتا تھا۔ کہ جس کے نتیجہ میں وہ بہت جلد دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گئے۔ اس زمانہ میں جو سفر کی دقتیں تھیں آج کے لوگ ان کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ اس وقت سڑکیں اور ریلیں وغیرہ نہیں تھیں۔ آج تو لوگ بہت دور جا کر بھی مطمئن ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں دوسرے تیسرے دن گھر سے خط پہنچتا رہتا ہے۔ لیکن اس وقت یہ حالت تھی۔ کہ سالہا سال تک کسی کو خبر نہ ملتی تھی۔ اور جو شخص دو چار سو میل کے فاصلہ پر بھی جاتا تھا وہ اپنے والدین اور بیوی بچوں سے پوری طرح الوداع ہو کر جاتا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی خیریت اور بیماری کی خبر تک نہ دے سکتا تھا۔ مگر ان مشکلات کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری شام کے علاقہ سے نکل کر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئے۔ کچھ مصر کی طرف چلے گئے۔ کچھ اناطولیہ میں پھیل گئے۔ کچھ ایران اور عرب میں پھیل گئے۔ کچھ افریقہ کے شمالی ساحلوں پر جا پہنچے۔ اور بعض انگلستان تک چلے گئے۔

اس زمانہ کی مشکلات

کو دیکھتے ہوئے ہم قیاساً کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک آدمی روزانہ دس میل سفر کرسکتا تھا اس لحاظ سے دو ہزار میل کا سفر دو سو دن میں طے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن انسان متواتر سفر بھی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ تھکاوٹ اور بیماری وغیرہ اس کے رستہ میں روک بن جاتی ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے سال ڈیڑھ سال کا عرصہ درکار ہوتا تھا۔ اتنی بڑی مسافتیں طے کرنے کے بعد انہوں نے دوسرے ممالک میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ اور ایسے وقت میں پہنچایا۔ جبکہ کوئی منظم گورنمنٹ نہ تھی۔ ان کے حالات کا اندازہ کر کے انسان محو حیرت ہو جاتا ہے کہ وہ خرچ کہاں سے لیتے تھے کون ان کو روپیہ بھجواتا تھا۔ وہ ڈاک وغیرہ کا کیا انتظام کرتے تھے۔ اور سفر میں اپنی حفاظت کس طرح کرتے تھے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ

ان کا ایمان ہی ان کا خزانہ تھا

جہاں سے ان کو خرچ ملتا تھا۔ اور ان کا ایمان ہی ان کی ڈاک اور تار تھی۔ اور ان کا ایمان ہی ان کا اسلحہ تھا۔ وہ اپنے دماغ سے کام لیتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی ہر معاملہ میں نصرت فرماتا تھا۔ یہی حال صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا۔ وہ تبلیغ کا جوش اپنے دلوں میں لے کر دنیا کے چاروں اطراف میں پھیل گئے چنانچہ یہ سندھ کا علاقہ ان کی تبلیغی مساعی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ یہاں ناصر آباد کے قریب ایک گاؤں میں وہ صحابو کہلاتا ہے۔ وہاں ایک صحابی کی قبر موجود ہے۔ اسی طرح بمبئی کے پاس تھانہ ایک جگہ ہے۔ وہاں بھی صحابہؓ کی قبریں ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں بھی بعض صحابہؓ آ گئے تھے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کے جھگڑے شروع ہو گئے تو بعض صحابہؓ ان جھگڑوں سے تنگ آ کر چین کی طرف چلے گئے۔ چنانچہ

چین میں ان کے اب تک آثار موجود ہیں

عرب سے چین چار پانچ ہزار میل کے فاصلہ پر ہے حیرت آتی ہے کہ کس طرح انہوں نے ان دشوار گذار رستوں کو طے کیا۔ بہرحال ابتدائی نسلیں جن کے پاس اسلام اور عیسائیت آئی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کے پہنچانے میں ذرا بھی کوتاہی اور سستی سے کام نہیں لیا۔ ہماری جماعت بھی صحابہؓ کے نقش قدم پر قائم ہے۔ وہ کوئی سیاسی انجمن یا سبھا نہیں نہیں۔ بلکہ احمدیت اسلام کا ہی دوسرا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ اور اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور مامور ہیں۔ تو ان کے ماننے والوں پر اس سے بہت زیادہ

ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جتنی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں پر تھیں۔ کیونکہ مسیح محمدی مسیح ناصریؑ سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ اگر آپ لوگوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ کے مثیل ہونے کا دعویٰ ہے تو قربانیوں میں بھی آپ

ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے

اگر ہماری دنیوی وجاہتیں۔ دنیوی حاجتیں دنیوی ملازمتیں۔ زمینیں اور مربعے اللہ تعالیٰ کی توحید کے پھیلانے میں روک بن جاتے ہیں۔ تو ہم توحید کے قائل نہیں۔ بلکہ ہم بہت بڑے مشرک ہیں۔ اور ہمارا خدا ہماری نوکریاں ہماری زمینیں اور ہمارے کارخانے ہیں اور ہم اس خدا کے قائل نہیں جو آسمان پر ہے۔ اور جو ہر ایک بات پر قادر ہے۔ کیونکہ اگر ہم اس خدا کے قائل ہوتے جو آسمان و زمین کا مالک ہے۔ تو ہمارے رستے میں ہماری نوکریاں ہمارے کارخانے اور ہماری زمینیں روک نہ بنتیں۔ اور ہم اپنے اصل فرض سے غافل نہ ہوتے۔ ہماری جماعت کو قائم ہوئے ستاون سال ہو گئے ہیں۔ اس عرصے میں جتنا عظیم الشان کام ہم کر سکتے تھے ہم نے نہیں کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمارے لئے پہلی جماعتوں کی نسبت

بہت زیادہ آسانیاں

پیدا کر دی ہیں۔ وہ لوگ دوسرے ملکوں میں جاتے تھے اور اپنے لئے ذریعہ معاش پیدا کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان مشکلات سے بچا لیا ہے۔ ہمارے مبلغ جو دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں بیشک ان کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن وہ بہت حد تک خرچ وغیرہ کے تفکرات سے آزاد ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل کیا ہے اس علاقہ میں ہمیں اس نے زمین بھی دلوا دی ہے اور ہمارے لئے بہت زیادہ سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اصل میں تو یہ

زمینیں سندھ کے لوگوں کی ہیں۔ لیکن چونکہ سندھ کی آبادی پوری نہ تھی۔ اس لئے دوسرے لوگوں کو بھی اس جگہ آباد ہونے کی اجازت دیدی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے مسلمانوں کی حفاظت کے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔

بہرحال پہلے مستحق ان زمینوں کے سندھی ہی ہیں پنجابی دوسرے نمبر پر ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمارے لئے یہ رستہ پیدا کر دیا۔ کہ ہمیں یہاں تبلیغ کرنے کے لئے کچھ بھی چھوڑنا نہیں پڑا۔ بلکہ بہت کچھ اپنے پاس سے دیدیا ان حالات میں

آپ لوگ خود غور کریں

کہ آپ کی ذمہ داریاں کتنی بڑھ جاتی ہیں۔ اور آپ کو کس قدر کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے کامیابی حاصل کرنے کے تمام ذرائع آپ کے لئے پیدا کر دیئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ کامیابی حاصل نہیں کرتے تو آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے اور زیادہ سے زیادہ تبلیغ کرتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگ اپنی زمینوں کے کاروبار میں مصروف ہیں اور ان کو اپنے کاموں میں اس قدر انہماک ہے کہ تبلیغ کے لئے انہیں وقت ہی نہیں ملتا۔ اگر یہ

اللہ تعالیٰ کے احسان کی ناقدری

نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر اسے احمدیت سے استہزاء نہ کہا جائے اور کیا کہا جائے۔ سوائے محمد آباد کے اور کسی جماعت نے اپنے زمین کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ محمد آباد میں چار پانچ سندھیوں نے بیعت کی ہے باقی تمام علاقہ یونہی پڑا ہے۔ اگر اسی رفتار کے ساتھ تبلیغ کی گئی تو سندھ کے علاقہ کو احمدی بنانے کے لئے ہزاروں سالوں کی ضرورت ہوگی۔ پرانے زمانے میں ایک مبلغ ایک ملک میں داخل ہوتا تھا۔ تو سارے ملک کے ملک کو بدل کر رکھ دیتا تھا۔ عربوں میں سے چھوٹے سے چھوٹے مسلمان تاجر بادشاہوں کو تبلیغ کرنے سے جھجکتے تھے اور وہ اس بات سے مستغنی ہوتے تھے۔ کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ آج لوگوں کی یہ حالت ہے کہ بادشاہ تو کیا۔ ایک ڈپٹی کمشنر کے سامنے بھی جھک جھک کر سلام کرتے ہیں۔ اور سیدھے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ لیکن

مسلمان عربوں کا یہ خیال تھا

کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عرب کے کچھ ایلچی ایران کے بادشاہ کے دربار میں گئے۔ ایران کے بادشاہ کو اس وقت ایسی ہی قوت و شوکت حاصل تھی جیسی کہ آجکل انگلستان کے بادشاہ کو حاصل ہے۔ جب وہ عرب ایلچی ایران کے بادشاہ کے دربار میں داخل ہونے تو وہ کیچڑ سے بھری ہوئی جوتیاں لے کر اور قیمتی قالینوں کو نیزوں سے چھیدتے ہوئے دربار میں چلے گئے۔ ان پر اعتراض بھی کیا گیا کہ آپ لوگ اس طرح دربار میں کیوں داخل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا بہت اچھا واپس چلے جاتے ہیں۔

اگر آپ کے ملازمین ایسے ہی قیمتی ہیں کہ ان پر جوتی سے کریشنے کی اجازت نہیں۔ تو ہم آدمیت سے گر کر اپنی عزت کو خیرباد کہہ جانے کو تیار نہیں۔ بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً اندر بلایا۔ اور ان کی شان کے مطابق اُن کی تکریم و تعظیم کی لیکن اب لوگوں کی حیثیت یہ ہے کہ چھوٹے افسروں سے بات کرتے ہوئے جان نکلتی ہے۔ اور ان کا دل ڈرتا ہے۔ میرے نزدیک اس

کمزوری کی بڑی وجہ یہی ہے

کہ ان کا ایمان مضبوط نہیں۔ اور ایمان کی کمزوری انہیں ہر موقع پر کمزوری دکھلانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ میں نے کئی آدمیوں کو کہتے سنا ہے کہ فلاں کو تبلیغ کس طرح کی جائے وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ اُن کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اور جس شخص کا اس سے تعلق ہو۔ وہ کسی دوسرے بڑے آدمی سے کیونکر مرعوب ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کافر بڑا نہیں ہوتا۔ بلکہ مومن بڑا ہوتا ہے۔ جس کے پاس صداقت ہے وہی بڑا ہے۔ خواہ دنیوی لحاظ سے وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس کے پاس صداقت نہیں وہ چھوٹا ہے۔ خواہ وہ دنیوی لحاظ سے بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔

صحیح علم اور صحیح معرفت

انسان کو بڑا بناتی ہے۔ نہ کہ مال و زر۔ اگر ایک گدھے پر کتابوں کا ایک انبار لاد دیا جائے تو وہ عالم نہیں بن جاتا۔ اور اگر ایک گھوڑے پر کمخواب کے تھان لاد دیئے جائیں تو وہ معزز نہیں بن جاتا۔ اصل میں بڑا انسان وہی ہے جس کے دماغ میں صحیح علم ہے۔ پس جس شخص پر اللہ تعالیٰ کے احمدیت کی سچائی کھل گئی وہی بڑا ہے۔ پھر اگر وہ ڈرتا ہے تو اپنی کمزوریٔ ایمان کا ثبوت دیتا ہے۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے بعض ان پڑھ احمدی بڑے بڑے مولویوں سے ٹکر لگا لیتے ہیں۔ اور ان کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں اور نہایت دلیرانہ رنگ میں احمدیت کی صداقت کا اعلان کرتے ہیں۔

ہمارے لئے علم کا حاصل کرنا اسقدر آسان ہے

کہ اور کسی قوم کے لئے نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر قسم کے علوم اردو زبان میں جمع کر دیئے ہیں۔ اور پرائمری پاس آدمی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ ایسی آسانیاں نہ عربوں کو حاصل ہیں نہ انگریزوں کو حاصل ہیں۔ نہ فرانسیسیوں کو حاصل ہیں۔ اب تفسیر کبیر جو شائع ہوئی ہے وہ بھی اردو میں ہے۔ اس لحاظ سے اردو زبان میں جو علوم جمع ہوئے ہیں۔ ان سے عرب، انگریز، فرانسیسی، جرمن اور دوسری تمام اقوام محروم ہیں۔ لیکن ہماری جماعت کا ایک پرائمری پاس آدمی بھی ان علوم کو حاصل کر سکتا ہے۔ جب تمام علوم تمہارے لئے موجود ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کونسی چیز تمہارے رستے میں روک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا

فضل تم پر کیا کہ تمہیں ذریعہ معاش کے لئے غیروں کے سہارے پر نہیں چھوڑا۔ بلکہ تمہیں بہت بڑی جائیدادوں کا مالک بنا دیا۔ تاکہ تم آزادی کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کر سکو۔ لیکن تم لوگ بجائے تبلیغ میں ترقی کرنے کے زمینوں کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ اور اصل مقصد کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اس جگہ آئے تمہیں تیرہ سال ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں یہاں

بڑی بڑی جماعتیں قائم ہو جانی چاہیئے..

تھیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہی پہلے احمدی جو کہ پنجاب سے آئے ہیں یہاں ہیں۔ کوئی نئے احمدی نہیں ہوئے۔ اسی جگہ تم دیکھ لو کہ سوائے دو چار کے باقی سب پنجابی ہیں۔ اگر ہر ایک احمدی سال میں کم از کم ایک احمدی بناتا۔ تو آج تمہیں سندھ میں کوئی غیر احمدی نظر نہ آتا۔ فرض کرو۔ پہلے سال سندھ میں پانچ احمدی آئے تھے۔ اور وہ سال میں ایک ایک احمدی بناتے تو وہ اگلے سال تک دگنے ہو جاتے یعنی پانچ سو کی بجائے ایک ہزار بن جاتے اور پھر یہ ایک ہزار آدمی آگے تبلیغ کرتا۔ تو دوسرے سال دو ہزار بن جاتے۔ تیسرے سال چار ہزار ہو جاتے۔ چوتھے سال آٹھ ہزار ہو جاتے۔ پانچویں سال سولہ ہزار ہو جاتے۔ چھٹے سال بتیس ۳۲ ہزار ہو جاتے۔ ساتویں سال چونسٹھ ہزار ہو جاتے آٹھویں سال ایک لاکھ اٹھائیس ہزار ہو جاتے نویں سال دو لاکھ چھپن ہزار ہو جاتے۔ دسویں سال پانچ لاکھ بارہ ہزار ہو جاتے۔ گیارھویں سال دس لاکھ چوبیس ہزار ہو جاتے۔ بارھویں سال بیس لاکھ اڑتالیس ہزار ہو جاتے۔ تیرھویں سال چالیس لاکھ چھیانوے ہزار ہو جاتے۔ اور سندھ کی کل آبادی پینتالیس لاکھ ہے۔ لیکن تم

تم احساس کی کمی

کی وجہ سے وہیں کے وہیں بیٹھے ہو۔ جس حالت پر تم آج سے تیرہ سال پہلے تھے۔ یہاں لاکھوں کی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو کہ ادنیٰ اقوام میں شمار کئے جاتے ہیں۔ وہ نہ ہندو ہیں نہ مسلمان ہیں۔ لیکن تمہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ اس شاملات میں سے تم بھی اپنا حصہ لو۔ گاؤں کی شاملاتوں پر تو تم سر پھٹول کر لیتے ہو۔ لیکن یہ شاملات جو کہ اس زمینی شاملات سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔ اس سے تم غفلت برت رہے ہو۔ اگر تم ان کو مسلمان کر کے ان سے اچھا سلوک کرو تو وہ لوگ اسلام کی طرف بے تحاشا دوڑتے چلے آئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت علیؓ کو یمن کی طرف بھجوایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایک آدمی کو بھی مسلمان بنا لو۔ تو یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تمہیں وہ پہاڑیوں کی وادی جو کہ اونٹوں بکریوں سے بھری ہوئی ہو مل جائے۔ اب دیکھو ایک

آدمی کی ہدایت کتنا بڑا عظیم الشان

انعام ہے

اور تمہارے لئے اس انعام کے حاصل کرنے کے کتنے زیادہ مواقع ہیں۔ ایک قوم جو کہ نہایت گری ہوئی حالت میں ہے۔ اور وہ سہارے کی محتاج ہے۔ اور غیر قوموں نے اُسے غلام بنا رکھا ہے۔ اُسے آزاد کرانا اور مسلمان بنانا کتنی آسان بات ہے۔ اور کتنے بڑے ثواب کا موجب ہے۔ یہ ادنیٰ اقوام دن رات تمہارے پاس سے گزرتی ہیں اور تمہاری مزدوریاں کرتی ہیں۔ تم سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ ان کو سمجھا کر اور اسلام کی صداقت بتا کر ان کو کلمہ پڑھا لو۔ اگر تم انکی طرف

محبت کا ہاتھ بڑھاؤ

اور ان کے غلامی کے طوق اتارنے کی کوشش کرو۔ تو یہ قومیں خود بخود تمہاری طرف مائل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ تمہارے دل میں احساس پیدا ہو جائے یہ مت خیال کرو کہ فلاں بھیل ہے۔ اور فلاں کوہلی ہے یا یہ ادنیٰ اقوام اسلام کے لئے کیونکر مفید ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت ہے

کہ وہ انہی اقوام میں سے بڑے بڑے عالم پیدا کر دے۔ آج جن لوگوں کے لئے تم بہت بڑی محبت اپنے دلوں میں پاتے ہو۔ اور ان کا نام لیتے ہوئے رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ غلام تھے یا آزاد شدہ غلاموں کی اولاد تھے۔ لیکن جب تم کتاب احادیث اُٹھاتے ہو تو ان کے ناموں کے ساتھ مقاتل یا مجاہد یا غازی لکھا ہوا پاتے ہو۔ آج اُن کے علم و فضل کے سامنے علماء اسلام کی گردنیں بھی جھکی ہوئی ہیں اور ہر مسلمان ان کا عزت کے ساتھ نام لیتا ہے۔ پس کون کہہ سکتا ہے کہ ان ادنیٰ اقوام میں سے بڑے بڑے علماء پیدا نہیں ہو سکتے۔ وہ کونسی چیز ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے۔ اور ان کو نہیں دی۔ جیسے ہاتھ پاؤں۔ کان ناک تمہارے ہیں۔ ویسے ہی ان کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ تمہارے لئے

آگے نکلنے کے مواقع

پیدا ہو گئے ہیں۔ اور وہ ابھی قعر مذلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان کو بھی صحیح رستہ پر ڈال دیا جائے۔ تو وہ بھی آگے نکل سکتے ہیں۔ بلکہ ایسی اقوام بہت جلد ترقی کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کو صحیح رستہ کا علم ہو جائے۔ کیونکہ افتادہ زمین اس زمین سے زیادہ طاقت رکھتی ہے۔ جس میں بار بار فصل بوئی جاتی ہو۔ پس تمہاری طاقت اور تمہارے بچاؤ کا ذریعہ

صرف تبلیغ ہے۔ اگر تم تبلیغ نہیں کرنا چاہتے تو پھر بے عزتی کی زندگی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہی ایک نسخہ ہے

جو تمہیں معزز اور طاقتور بنا سکتا ہے۔ اور یہی ایک ہتھیار ہے جس کے استعمال کرنے سے صلح اور امن ترقی کرتے ہیں۔ اور بغض اور کینے دور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے جاھدھم بہ جھادًا کبیرًا۔ کہ قرآن کریم کے ذریعہ جہاد کبیر کرو۔ اس کے ذریعہ تم جو جہاد کرو گے۔ وہ موت کی بجائے زندگی بخشے گا۔ اور ذلت کی بجائے عزت کا موجب ہو گا۔ کیونکہ تم قرآن کریم سے کسی کو مار نہیں سکتے۔ ہاں زندہ کر سکتے ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص نے سورہ فاتحہ پڑھی ہو۔ اور کسی غیر مسلم کی گردن کٹ گئی ہو۔ یا کسی نے سورہ بقرہ پڑھی ہو۔ اور کسی ہندو کی شہ رگ کٹ گئی ہو۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ تم قرآن کریم کی تعلیم کسی غیر مسلم کے سامنے بیان کرو۔ اور وہ دشمنی چھوڑ کر تمہارا ہم مذہب بن جائے۔ پس

قرآن کریم کی تلوار

استعمال کرو۔ اس تلوار سے انسان کو زندگی ملتی ہے۔ لیکن لوہے کی تلوار انسان کی زندگی کو ختم کر دیتی ہے۔ پھر اگر لوہے کی تلوار تمہارے پاس ہے۔ تو وہ ہندوؤں کے پاس بھی ہے۔ اور اگر تمہارے پاس بندوق ہے۔ تو وہ ہندوؤں کے پاس بھی ہے۔ لیکن ایک چیز ہے۔ جو تمہارے پاس ہے۔ اور وہ ہندوؤں کے پاس نہیں۔ اور وہ قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کے مقابلہ کے لئے انسان کے پاس کوئی چیز نہیں اور وہ اس معاملہ میں بالکل بے بس ہیں۔

ورنہ ظاہری سازو سامان اور تعداد میں وہ مسلمانوں سے بہت زیادہ ہیں۔ لیکن اگر تم تلوار یا بندوق سے حملہ کرتے ہو۔ یا کسی پر پتھر پھینکتے ہو۔ تو تم ظالم کہلاؤ گے۔ اور تمام لوگ تمہارے خلاف نفرت کا جذبہ اپنے دلوں میں پیدا کرلیں گے۔ ہاں اگر تبلیغ کی جائے تو بجائے اس کے کہ ہمارے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو۔ ہمارے دشمنوں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی۔ اور دنیا کہے گی۔ کہ وہ کتنے کم ظرف ہیں کہ مذہبی تعلیم کی خوبیوں کے پیش کرنے سے روکتے ہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ احمدیوں کے سوا دوسرے مسلمان تبلیغ کرنے کرانے کو ضروری نہیں سمجھتے۔

اس سے صاف پتہ لگتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے اب اسلام کی فتح احمدیت کے ساتھ وابستہ کردی ہے اور مسلمان اُس وقت تک کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ وہ ایک ہاتھ پر جمع نہیں ہوتے۔ اور اتحاد کلی احمدیت کے بغیر کسی دوسری جگہ نہیں ہے۔ آج

جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے

جس کے متبع یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ احمدیت کی ہر آواز پر لبیک کہیں گے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اور پھر اس کے ساتھ اس کا ثبوت بھی پیش کرتے جارہے ہیں۔ اور ہمیں اس بات پر یقین ہے۔ کہ دنیا ختم نہیں ہوگی۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر غالب نہ کردے۔ اور محمد رسول اللہ کی حکومت کو قائم نہ کردے۔ پس دنیا کو فتح کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ تبلیغ ہے لیکن افسوس کہ مسلمان اس سے غافل ہیں۔ اسلام کو جب بھی کسی خطرہ کا سامنا ہوتا ہے۔ تو مسلمان لوہے کی تلوار کی طرف بھاگتا ہے۔ حالانکہ اس کے مخالفوں کے پاس

دشمن کے پاس بھی لوہے کی تلوار ہوتی ہے۔ لیکن ایک احمدی جب اسلام کو خطرہ میں دیکھتا ہے تو وہ قرآن کریم کی طرف بھاگتا ہے۔ اور قرآن کریم کے مقابلہ کے لئے دشمن کے پاس کوئی حربہ نہیں۔ پس تم

زبردست حربہ کو استعمال کرو

اور یہ کوشش کرو کہ تم جلد سے جلد دنیا پر فتح حاصل کرو۔ کیونکہ جتنی جلدی احمدیت دنیا میں پھیلے گی۔ اتنی ہی جلدی محمد رسول اللہ کی حکومت قائم ہوگی۔

پس

ضرورت صرف اس بات کی ہے

کہ تمہارے اندر تبلیغ کا جنون پیدا ہو جائے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہاری آنکھیں کھولے۔ اور تمہاری سستیوں اور غفلتوں کو دور فرمائے اور تمہیں قربانی اور ایثار سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ تم اس کے فضلوں کے مستحق بنو۔

ولادت

برادرم عبد الحمید صاحب محمود ابن مکرم عبد اللطیف صاحب بیچ مرگ کے ہاں مورخہ ۱۱/۲۰ کو پہلا لڑکا تولد ہوا۔ نو مولود مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سٹرپیاں کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نو مولود کو خادم دین بنائے عمر دراز اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔ مکرم عبد الحمید صاحب نے اس خوشی میں پانچ روپے اعانت بدر کیلئے دیئے ہیں۔ خاکسار شیخ حمید اللہ بلغ سرینگر کشمیر

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ماہانہ تربیتی جلسہ

قادیان ۲۸ نومبر۔ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ماہانہ تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب ناظم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور عہد نامہ دہرایا جانے کے بعد مکرم یونس احمد صاحب اسلم نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم "کرو جان قربان تم راہ خدا میں" خوش الحانی سے سنائی اور اسکے بعد صاحب صدر نے افتتاحی تقریر میں فرمایا: اس مجلس کے جلسوں کی غرض اپنے مطمح نظر کو اپنے ذہنوں میں مستحضر کرنا ہوتی ہے جس طرح قصاب وقتاً فوقتاً چھری چاقو کو تیز کرنے کے لئے آپس میں رگڑتا ہے۔ اسی طرح باہم ایمان کی باتیں کرنے سے ایمانی جلا پیدا ہوتی ہے۔ صاحب صدر نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ نوجوانوں کی مجلس ہے۔ اور نوجوان قوم کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہوتے ہیں۔ اسلئے خدام کو اپنا مقصد ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی پوری کوشش کی کرنی چاہیئے۔

مہمان نوازی

اسکے بعد مکرم محمد عمر صاحب مالاباری نے مہمان نوازی کے موضوع پر تقریر کی اور قرآنی آیات اور سیرت طیبہ کے واقعات سے اس موضوع پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور صحابہ کرام کی مہمان نوازی کی متعدد مثالیں بیان کیں۔ آخر میں مقرر نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبات جمعہ میں سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ جن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مقامی جماعت کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمان نوازی کے متعلق ہدایات دی ہیں اور خود تکلیف اُٹھا کر مہمانوں کے لئے مکان مہیا کرنے اور ان کی خدمات کی تاکید فرمائی ہے۔

سچ اور دیانت

دوسری تقریر خاکسار نے سچ اور دیانت کے موضوع پر کی۔ ان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ ان دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو ذلیل اور غلام بنا دیتا ہے۔ دیانت کی دو اقسام قومی اور انفرادی بیان کرتے ہوئے قومی بددیانتی کو قومی غداری کے مترادف قرار دیا۔ اور اس ضمن میں بعض واقعات بھی بیان کئے۔ انفرادی دیانت کی دو قسمیں اخلاقی اور تجارتی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اخلاقی دیانت اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنے قول کی پابندی کرتے ہوئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کی مثال میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کے ... تاریخی واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص جس کے لئے سزائے موت کا حکم سنایا جا چکا تھا۔ سرپٹ گھوڑا دوڑاتا عین سزا کے مقررہ وقت پر پہنچ گیا۔ تجارتی دیانت کے متعلق بیان کیا کہ اگر ... حاصل کا ہر فرد دیانت کا اعلیٰ نمونہ بن جائے تو ... نہ صرف اقتصادی حالت درست ہو سکتی ہے بلکہ جماعت کی شہرت کو بھی چار چاند لگ سکتے ہیں۔ مضمون کے دوسرے حصہ سچ کے متعلق آیت قرآنی یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً الخ سے استدلال کرتے ہوئے اس امر کو واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سچ بولنے والے کے اعمال کی اصلاح کا وعدہ فرماتا ہے اس کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے کہ کس طرح ایک شخص کے اعمال درست ہوگئے۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور میں سچ بولنے کا اقرار کیا تھا۔

آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا اقتباس سنایا۔ جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کو سچ بولنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے ممبر سچائی میں اتنے مشہور ہو جائیں کہ خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا ہی اس بات کی ضمانت ہو کہ کہنے والے نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے۔

آخر میں صاحب صدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق مہمان نوازی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ نزول وحی کے آغاز کے موقعہ پر جب حضور صلعم گھبرا گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو آپؓ نے حضورؐ کے جن اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے تسلی دی ان میں مہمان نوازی کا بھی ذکر آتا ہے۔ اسلئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہمیں جس کو مہمان نوازی کا موقعہ میسر آئے اُسے سمجھنا چاہیئے کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ میں سے ایک خلق اپنے اندر پیدا کرنے کا موقعہ مل گیا اور یہ بڑی سعادت ہے۔

بالآخر عہد نامہ دہرائے جانے اور دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔ الحمد للہ۔

(مرتبہ خاکسار بشیر احمد ناصر گیانی بی۔ اے ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

وصیت کا روحانی نظام

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

(قسط اوّل)

جب کبھی ہم "بہشتی مقبرہ" یا "تجہیز و تکفین" کے الفاظ کہیں پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں۔ تو ہمارے ذہن میں ایک تصور اُبھرتا ہے۔ اور وہ تصور ہماری آنکھوں کے سامنے ایک ایسا نقشہ پیش کرتا ہے کہ ہم غیر شعوری طور پر ایک مُردہ شخص کی ایسی میّت کے متعلق سوچنے لگ جاتے ہیں جسے ابھی ابھی اس دنیا کا آخری غسل دیا گیا ہو۔ اور جسے سفرِ آخرت پر روانہ کرنے کے لئے اس کے اعزہ و اقربا اس کے اردگرد تصویرِ درد بنے الوداع کہنے کی تیاریاں کر رہے ہوں۔ اور پھر تصوّر ہی تصوّر میں ہم اس میّت کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔ تا آنکہ وہ میّت دعاؤں اور آنسوؤں کی جھڑیوں کے ساتھ لحد میں اتار دی جاتی ہے۔ اور پھر ہم زبانِ قال سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے اور کل من علیھا فان کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے واپس گھروں کو آجاتے ہیں۔

یہ تصور جو ان الفاظ نے ہمارے ذہن میں پیدا کیا دراصل موت کا ایک نہایت ہی ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔ جو تصورِ انسانی کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے اور اسے ایک مآل کو یاد کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے اس مآل کو جو اس سے پہلے ہر ذی روح کا ہوا۔ اور آئندہ ہر ذی روح کا ہونے والا ہے۔ یہی وہ تصور ہے جو زندگی میں کئی مواقع پر انسان کے نہاں خانۂ دل میں ایک خلش پیدا کرتا ہے اور اس کے سینے کی گہرائیوں سے "آہ" کا لفظ نکل کر اس کی نوکِ زبان پر آجاتا ہے اور اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ اور انسان بے اختیارانہ موت کی آہنی اور ناگزیر گرفت کو اپنی گردن پر محسوس کرتا ہے۔ اور وقتی طور پر ہی سہی وہ موت کو یاد کر کے اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے۔

پھر بعض اوقات تو یہ تاثر خفیف سا عارضی اور وقتی ہوتا ہے اور انسان دنیا کے ہنگاموں میں کھو کر جلد اس کو زائل کر دیتا ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ تاثر گہرا اور دیرپا ہوتا ہے۔ اس قدر کہ دنیا میں کئی واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں کہ کسی شخص نے میت کو دیکھا اور اس کی حرکتِ قلب بند ہو گئی یا کسی عزیز کی وفات سے اتنا صدمہ پہنچا کہ اس کا دماغی توازن ہی بگڑ گیا اور وہ ہمیشہ کے لئے فاتر العقل ہو گیا یا کسی پر موت کا تصور اتنا اثر پذیر ہوا کہ اس نے دنیا کے ہنگاموں سے دستبردار ہو کر ایک قسم کی رہبانیت اختیار کر لی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسان کے اس دنیا میں عارضی زندگی کے بعد موت کے اٹل حادثہ سے دوچار ہونے کی حقیقت کے متعلق جابجا اشارات دیئے ہیں۔ تا کہ انسان دنیوی جاہ و ہوس میں اتنا منہمک نہ ہو جائے کہ وہ اُخروی زندگی کو بھول کر اخلاقیات کے دائرہ سے اپنے آپ کو باہر سمجھنے لگے۔ چنانچہ کہیں ارشاد ہوتا ہے ثم الیہ ترجعون۔ کہیں فرمایا گیا ہے۔ و الیہ راجعون اور کہیں یاد دلایا گیا ہے کہ کل من علیھا فان اور کہیں ارشاد ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت۔ یہ سب یاددہانیاں ایک ہی معنے رکھتی ہیں۔ اور وہ یہ کہ فانی انسان اپنے آپ کو غیر فانی سمجھ لے۔ اور اس طرح وہ روحانیت کے نظام سے باہر رہ کر اخلاقیات اور معاشرہ کے لئے سمِ قاتل ثابت نہ ہو۔

نفسِ انسانی کو سرکش گھوڑے سے تشبیہ دی گئی ہے جو اکثر اوقات بگٹٹ بھاگتا ہے۔ اور اصل راستہ سے کترا کر فصلوں کو روندتا اور رہرو کو پچھاڑتا ہوا بے راہروی اختیار کرتا ہے۔ اس کے اندر بغی اور طغیٰ کا اتنا مادہ ہوتا ہے کہ اگر یوم یقوم الحساب کی لگام اس کے منہ میں نہ دیدی جائے تو خدا جانے وہ کیا کر گذرے۔ اور کن ناکردہ گناہوں کو پاؤں سے مسلتا ہوا گذر جائے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں تعزیرات کا وجود نہ ہو۔ یہ تعزیرات کیوں ہیں؟ یہ اسی لئے ہیں کہ انسانی سرشت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ تعلّی سے کام لیتا ہے۔ اس لئے جس طرح ہر تیز پا کے لئے بریکیں ضروری ہیں۔ اسی طرح انسانی سرشت قانونی شکنجہ کی محتاج ہے۔ لیکن چونکہ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جو اونچے ایوانوں سے گہرے روابط رکھتے ہیں وہ اپنے روابط اور وجاہت کے بل پر قانون کی گرفت سے آزاد رہ جاتے ہیں یا بسا اوقات جو لوگ مالدار ہوتے ہیں ان کے سنہری اور روپہلی سکوں کی چمک دمک دیکھ کر قانون کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اس لئے اگر قدرت کی طرف سے یوم یقوم الحساب کی تہدید و تخویف نہ ہوتی تو طاقتور لوگ خدا جانے اپنے مظالم کے پنجوں سے کیا کچھ نکال کر کمزوروں کے لئے زندگی اجیرن بنا دیتے۔

اسلام کے بہت سے احکام ایسے ہیں جن کے پسِ پردہ موت کا تصور چھپا ہوا صاف دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ نماز میں بھی جب ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا سرِ نیاز خم کرتا ہے۔ تو وہ تصوری زبان میں کہہ رہا ہوتا ہے۔ کہ اے میرے معبود! میں تسلیم کرتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں کہ مجھے ایک روز تیرے حضور حاضر ہونا ہے۔ اس لئے اے میرے خدا میں تیرے صادر کردہ احکام کا اپنے آپ کو پابند قرار دیتا ہوں۔ اور میری روح تیری بارگاہ میں یہ عہد کرتی ہے کہ وہ تیری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر ہمیشہ رکھے گی۔

حج میں موت کے تصور کا ایک عظیم الشان مظاہرہ اس وقت ہوتا ہے جب دنیا کے ہر ملک کے استطاعت رکھنے والے مسلمان مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں اور جیتے جی کفن لپیٹ کر کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ حج کے روز دنیا کے لاکھوں لاکھ مسلمان اپنی تکفین اپنے ہی ہاتھوں کر کے اس مقدس مقام پر گویا تصوری زبان میں اللہ تعالیٰ کے حضور خانہ کعبہ کو گواہ ٹھہرا کر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے اے خدا! تیری خاطر اور تیرے دین کی خاطر اپنے اوپر موت وارد کر لی ہے۔ ہم نے اپنے نفوس کو مار دیا ہے۔ اور اب ہم یہاں سے ایک نئی زندگی مستعار لے کر واپس جائیں گے۔ اور جب تک زندہ رہیں گے تیری خاطر زندہ رہیں گے۔ اور پہلے تو ہمارے جسم تیرے حضور جھکتے تھے اب ہماری روحوں کی جبینِ نیاز بھی تیری چوکھٹ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سجدہ ریز ہوں گی۔ اور اب ہم اپنے لئے نہیں بلکہ تیرے لئے جئیں گے۔ گویا حج کیا ہے۔ یوم حشر ہے جہاں لاکھوں لاکھ کفن لپیٹے ہوئے مسلمان کعبہ کی مقدس ترین سرزمین کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اس دنیا میں یوں اپنی زندگی بسر کرو جیسے مسافر ایک گھڑی بھر کے لئے کسی درخت کے سائے میں سستا کر اگلے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان اس دنیا میں رہ کر کوئی مستقل۔ پائدار اور ٹھوس کام ہی نہ کرے بلکہ حضور کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہر کام میں چاہے وہ کتنا ہی ٹھوس، مستقل اور پائدار ہو اپنی موت کو سامنے رکھے تاکہ وہ دنیا ہی کا کیڑا بن کر نہ رہ جائے اور اپنے ناگزیر مآل پر نظر رکھ کر ہمیشہ یہ امر ذہن میں رکھے کہ اسے بالآخر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اور جس طرح اس کا ہر دنیوی عمل کسی ایک نتیجہ پر منتج ہوتا ہے اسی طرح اس کے اخلاقیات اور روحانیات سے متعلق اعمال بھی ایک نتیجہ پر منتج ہونگے اور یہ نتیجہ اس کی اُخروی زندگی میں سامنے آئے گا۔

یہی وہ تصور ہے جو موتوا قبل ان تموتوا سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی انسان اپنی موت سے قبل اپنے اوپر ایک موت وارد کرے۔ اور ایک ایسا جینا جئے جو محض خدا تعالیٰ کے لئے ہو۔ صوفیائے کرام نے بھی اکثر اسی نکتہ کو مدِ نظر رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ہم صوفیا کے حالات پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر ریاضت تعبد کے لئے جایا کرتے تھے اور گھنٹوں قبرستانوں کے اندر بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مصروف رہ کر انقطاع الی اللہ پر عمل کرتے تھے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے حکایت کے رنگ میں نہایت حکیمانہ انداز میں ایک قصہ لکھا ہے کہ کوئی شخص فقر اختیار کر کے اور دنیوی ہنگاموں سے دستبردار ہو کر قبرستان میں چلا گیا اور وہیں ڈیرہ لگا لیا۔ لوگ اس کے پاس جاتے اور سمجھاتے رہے کہ تم شہر میں چل کر رہو۔ اور اپنے احباب، اعزہ و اقرباء کے ساتھ مل کر زندگی گذارو۔ لیکن وہ نہ مانا۔ آخر ایک روز بادشاہ وقت کا ادھر سے گذر ہوا۔ اور اس نے اس فقیر سے کہا کہ تم نے یہاں کیوں ڈیرہ لگا لیا ہے؟ تو فقیر نے پوچھا بادشاہ سلامت! آپ کے والد صاحب کہاں ہیں؟ بادشاہ نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ ان کی قبر ہے۔ پھر فقیر نے بادشاہ کے دادا۔ باپ کے دادا اور دادا کے دادا کے متعلق یہی سوال کیا۔ اور بادشاہ ان کی قبروں کی طرف اشارہ کرتا گیا۔ اس پر فقیر نے کہا بادشاہ سلامت! اس سے تو یہی ثابت ہوا کہ ہم سب کا آخری اور دائمی ٹھکانہ یہی ہے!! حضرت شیخ سعدیؒ نے اس حکایت میں موتوا قبل ان تموتوا کا نقشہ کھینچا ہے ورنہ اسلام رہبانیت کا درس نہیں دیتا اور نہ یہ چاہتا ہے کہ انسان معاشرتی فرائض سے دستبردار ہو جائے۔

پس اسلام موت کا جو تصور ہر مسلمان کے ذہن میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مومن اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی موت کو اپنے قریب سمجھے اور پھر ایسی نیکیاں بجا لائے جن سے اس کے معاشرہ میں بھی صحت و اصلاح ہو اور وہ اپنے ماحول کے لئے صحیح ایک نمونہ ہو تا دوسرے لوگ بھی اس رنگ کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ گویا اس کی نیکیاں متعدی قسم کی ہوں۔ وہ جن لوگوں کے پاس بیٹھے یا جو لوگ اس کے ہم جلیس ہوں وہ سب اس کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اور "صحبتِ صالح ترا صالح کند" کا عمل سارے اسلامی معاشرہ پر محیط ہو جائے۔

جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے

ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے اندر یہ صفت اس رنگ میں پیدا کی کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذات میں صالح بھی تھا اور مصلح گر بھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے باوجود غریب اور قلیل ہونے کے اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنے جذبات پر، اپنے احساسات پر، اور اپنی ضروریات پر ایک موت وارد کر لی۔ اور اپنی ذات کو اسلام کی ضرورت کے مقابلہ میں اس رنگ میں مؤخر کر دیا کہ گویا ان کا وجود لاشئے تھا۔ اور جو کچھ تھا وہ اسلام ہی تھا۔ جب بھی اسلام نے پکارا۔ جب بھی وہ اسلام کے لئے پکارے گئے وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار آگے بڑھے۔ گویا اپنی ذات کو اُنہوں نے فنا کر دیا تھا۔ اور اپنے وجود کو اسلام کے وجود میں ضم کر دیا تھا۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ خود زندہ موتیں تھیں۔ اور پھر چشم فلک نے دیکھا کہ وہ موتیں بے جگری کے ساتھ آگے بڑھیں۔ اور دشمنانِ کفر کو زیر و زبر کر دیا۔ اور پھر یہ موتیں بڑھتی چلی گئیں۔ بڑھتی ہی چلی گئیں۔ تا آنکہ دنیا کے پردے پر نا قابلِ ذکر مذہب صرف اور صرف اسلام ہی رہ گیا۔ عالمِ اسباب کا فیصلہ یہ تھا کہ کثرت تعداد قلتِ تعداد پر غالب آتی ہے۔ لیکن خالق عالم و اسباب کا فیصلہ تھا کہ ان چند زندہ لاشوں کے ذریعہ اسلام کو سربلند کرے۔ چنانچہ وہ سربلند ہو کر رہا۔

لیکن جب اسلام روئے زمین پر پھیل چکا اور ملوکیت کا دور دورہ آیا تو مسلمان اپنے فرائض سے غافل ہو گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اپنی کثرت تعداد پر خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتا۔ لیکن وہ دنیوی سامانوں میں کھو گیا۔ وہ عیش و عشرت کا دلدادہ ہو گیا۔ اور وہ جو کبھی قرآن بدست رہا کرتا تھا۔ اب چنگ و رباب در بغل رہنے لگا اور اس نے واذا انعمنا علی الانسان اعرض کا بڑا واضح نقشہ پیش کرنا شروع کر دیا۔ اور جب اس کی عیش کوشی نے اس کی آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈال دیئے اور ہر قسم کے سامانِ عشرت کی فراوانی نے اس کے قویٰ میں اضمحلال پیدا کرنا شروع کر دیا۔ تو وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ یعنی مسلمان غفلت اور جمود کی گود میں جا گرا۔ قدرت نے آسمان کے روزنوں میں سے جھانک کر اسے یہ تہدید سنائی کہ اے مسلمان تیری آہ سحر گاہی کیا ہوئی۔ تو اسے پھر سے قائم کر۔ لیکن مسلمان خوابِ خرگوش میں رہا۔ اس کے دین و ایمان کے قافلے لُٹ لُٹ گئے لیکن اس نے انگڑائی نہ لی۔ اور آخر وہ اپنا منصب بھی کھو بیٹھا۔ متاعِ ایمان متاعِ کاسد بن کر رہ گئی۔ اور ملوکیت و سلطنت بھی اس کی بے عملی کی آگ میں جل کر راکھ ہو گئی۔ اب اس کے پاس طاقت نہ تھی۔ سلطنت نہ تھی شوکت نہ تھی۔ اس کی فکر و نظر کے دوانے بند تھے۔ اس کی روایتی شان اور عظمت مفقود تھی۔ داخلی اتحاد نہ تھا اور خارجی اطمینان نہ تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان کی حرارت نہ تھی۔ اور جب ایمان کی آخری چنگاری بھی مدھم پڑ گئی۔ تو وہ یاس و حرماں کی تصویر بن کر ننگِ اسلام بن گیا۔ اور فرشتوں نے اس پر قدرت کے اس فیصلہ کی مہر لگا دی کہ واذا مسہ الشر کان یؤسا۔!

یہی یاسیت اور قنوطیت اس پر طاری تھی کہ مشرق سے ایک بطلِ جلیل اُٹھا اس نے دیکھا کہ مسلمانوں پر مرگ آسا سکوت اور جمود طاری ہے۔ اور بجائے اس کے کہ مسلمان خدا تعالیٰ کی راہ میں موت اختیار کرتا وہ دنیا کا کیڑا بن کر رہ گیا ہے، اور اسلام جو تیرہ سو سال پہلے بڑی شان و شوکت کے ساتھ بطحا کی وادیوں سے نکل کر چار دانگ عالم میں پھیل گیا تھا اور جس کی شوکت و سطوت کے سامنے کوئی دم مارنے کی ہمت نہ پاتا تھا۔ آج وہ مخالفتوں کے متلاطم طوفان میں گھرا ہوا ہے۔ اور بپھری ہوئی موجوں کے تھپیڑے کھا کر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر بے جان تختے کی طرح پانی کے بہاؤ کا سہارا تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ جب اس بطلِ جلیل نے یہ دردناک نظارہ دیکھا تو اس کے سینے کی گہرائیوں سے درد کی ٹیسیں اُٹھیں اور ان الفاظ میں اس کے لبوں پر آئیں کہ:-

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یہ بڑا ہی دردناک نظارہ تھا۔ جو ایک دردمند دل رکھنے والے بے حس ہو چکے اور بے عمل ہو چکے تھے۔ ملاؤں کو اپنے حلوے مانڈے سے کام تھا۔ جاہل پیر فرضی نقوش سلیمانی کے دامِ تزویر میں جہلا کو گرفتار کر کے اپنی روزی کمانے کی فکر میں تھے اور کچھ بے ربط اور بے ترتیب سے حروف کاغذ کے پرزوں پر لکھ کر اور چمڑے یا چاندی سونے میں منڈھا کر جہلا کے بازوؤں پر باندھ کر کہہ دیتے تھے کہ اب تم ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ ہو۔ قرآن طاقِ نسیاں پر رکھ دیا گیا تھا۔ اور حدیث کو قصہ ماضی سمجھ لیا گیا تھا۔ اور احکام اسلام پر عمل تو در کنار احکام اسلام کا وجود اس کے نام لیواؤں میں مشتبہ کر دیا تھا۔ اسلام کی روح تاریکیوں میں گھر چکی تھی اور اسلامی دنیا گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تھی۔ تب اسلام کے خدا کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پھر سے دلوں میں قائم کرنے کے لئے اور اسلام کو پھر ایک بار اور ہمیشہ کے لئے سربلند کرنے کے لئے اپنے مامور کو مبعوث فرمایا اور اس نے بلند

ایئر مارشل مکرجی کی وفات پر تعزیت

گذشتہ دنوں ایئر مارشل جناب ایس مکرجی کی اچانک وفات پر نظارت ہذا کی طرف سے جو تعزیت نامہ حکومت کو بھجوایا گیا۔ اس کے جواب میں وزارت دفاع کی طرف سے مندرجہ ذیل خط موصول ہوا ہے

برکات احمد راجیکی ناظر امور عامہ

از وزارت دفاع
حکومت ہند
نئی دہلی
۲۸ ر نومبر ۱۹۶۰ء

بخدمت جناب ناظر امور عامہ
سلسلہ احمدیہ قادیان پنجاب

مکرم بندہ

مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں جناب ایس مکرجی ایئر مارشل کی غمناک اور بے وقت وفات پر آپ کے تعزیت نامے کی رسیدگی سے اطلاع دوں آپ کا اظہار تعزیت جناب مکرجی کی اہلیہ اور خاندان کے دوسرے افراد کی خدمت میں پہنچایا جائے گا۔

وزارت دفاع آپ کے اظہار ہمدردی پر جو اس تکلیف دہ نقصان پر آپ نے کیا آپ کی ممنون ہے۔

دستخط ڈپٹی سیکرٹری
گورنمنٹ ہندوستان

بعض مفید حوالے

لفظ "ختم"

آج میں مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی کی تصنیف "محمد علی ۔ ذاتی ڈائری کے چند اوراق" حصہ دوم مطالعہ کر رہا تھا۔ اس کے صفحہ نمبر ۲۷ پر مولانا محمد علی صاحب جوہر کے متعلق یہ فقرہ تحریر ہے:-

"مناسبت لفظی کے بادشاہ تھے۔ قوتِ حافظہ بلا کی تھی۔ برجستگی اور حاضر جوابی تو کہنا چاہیئے کہ ان پر ختم تھی"۔

لفظ ختم کو جن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے وہ واضح ہیں۔ مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔

رفع

اسی کتاب میں صفحہ ۱۷۸ پر مولانا دریا بادی صاحب مولانا محمد علی صاحب جوہر کی وفات پر یہ فقرات لکھتے ہیں:-

"اے اللہ! محمد علی کو اُٹھا کر آخر ہم لوگوں کو اب کس پر چھوڑا۔ کسی کے خیال میں یہ درد اکس کی عقل میں یہ رسائی ہے"۔

احباب لفظ "اُٹھا" اور رفع کے باہمی تعلق اور موت کے معنوں پر ان کے

پھر مولانا دریا بادی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر مولانا محمد علی صاحب جوہر کی موت کے متعلق لکھتے ہیں:-

"تیرے بڑے سے بڑے دشمن اور نافرمان باغی بندے کیسے ہٹے کٹے گھوم رہے ہیں۔ اور وہ جو تیرے پیچھے اپنے کو فنا کئے ہوئے، مٹائے ہوئے تھا۔ اسی کو تُو نے اُٹھا لیا"۔

یہاں بھی اُٹھا لیا کا استعمال موت کے معنوں میں ہے۔

خاکسار
برکات احمد راجیکی

چندہ جلسہ سالانہ

جن جماعتوں نے تا حال چندہ جلسہ سالانہ مرکز میں نہیں بھجوایا۔ وہ جلد از جلد بصورت مرکز میں بھجوا دیں۔ تاکہ جلسہ سے قبل مرکز میں چندہ پہنچ جائے۔ اور جلسہ کے انتظامات بسہولت ہو سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

آواز سے پکارا سے
قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

خبریں

نئی دہلی ۔ ۵ر دسمبر ۔ وزیراعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں مغربی بنگال کا علاقہ بیرو باڑی یونین پاکستان کو منتقل کرنے کے معاہدہ کے متعلق بیان دیا ۔ اور اس سلسلہ میں مغربی بنگال سرکار اور مغربی بنگال اسمبلی کے ساتھ اختلاف رائے کے معاملہ پر روشنی ڈالی ۔ انہوں نے کہا کہ بیرو باڑی یونین پاکستان کو منتقل کرنے کے بارے میں دونوں وزراء اعظم پنڈت نہرو اور مسٹر فیروز خان نون کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اُسے عملی جامہ پہنایا جانا ہے ۔ اور اس مرحلہ پر میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ فلاں فلاں وجہ سے ہم اس معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے سے قاصر ہیں ۔ آپ نے کہا کہ اس معاہدہ کو تبدیل کرنے کا واحد مستحسن طریقہ ایک نیا معاہدہ کرنے کا ہے ۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ ممکن ہے یا نہیں ۔ شری نہرو نے یہ بات پھر دہرائی کہ پاکستان کے ساتھ معاہدہ کی بات چیت کے دوران میں مغربی بنگال کے حکام کو پورے طور پر باخبر رکھا گیا تھا ۔ اور اگر اس معاہدہ کے لئے ان کی منظوری نہیں تو ان کی خاموش رضامندی حاصل کرلی گئی تھی ۔ آپ نے کہا کہ بیرو باڑی یونین کی تقسیم کا سوال الگ طور پر زیر غور آیا تھا ۔ اور یہ سمجھا گیا تھا کہ یہ معاہدہ مجموعی طور پر مغربی بنگال اور بھارت کے لئے فائدہ مند ہے اور اس بات پر (مغربی بنگال کے حکام کی طرف سے) اتفاق رائے کیا گیا تھا ۔

نئی دہلی ۵ر دسمبر ۔ ہوم منسٹر پنڈت پنت نے آج لوک سبھا میں احتیاطی نظر بندی ایکٹ کی میعاد میں مزید تین سال کی توسیع کے بل کی حمایت کی ۔ اور کہا کہ اس کے بنیادی اصولوں کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ بل پر بحث کا جواب دے رہے تھے ۔ آپ نے کہا کہ یہ قانون لوگوں کے لئے ہے ۔ جن کی سرگرمیوں کو عام قانون کے باعث روکا نہ جا سکتا تھا ۔ اور جن کی نظربندی لاکھوں لوگوں کی شہری آزادیوں کے تحفظ کے لئے لازمی اور ناگزیر ہوگئی ہو ۔

نئی دہلی ۵ر دسمبر ۔ وزیراعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ بھارت سرکار نے خط و کتابت اور بات چیت روس کی توجہ ان روسی نقشوں کی طرف مبذول کرائی ہے ۔ جس میں بھارت کے بعض علاقوں کو چینی علاقے ظاہر کیا گیا ہے ۔ اور ہر بار روس سرکار کا یہی جواب ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ پر غور کریں گے ۔ شری نہرو نے مزید کہا کہ ایسے معاملوں میں ہم کسی غیر ملکی حکومت پر مسلسل دباؤ ڈالتے نہیں رہ سکتے ۔ شری وی ۔ ڈی ۔ کھلکا نے پوچھا ۔ کہ آیا بھارت سرکار نے روس سے اتنی درخواست کی ہے کہ وہ کم از کم ان علاقوں کو تب تک متنازعہ ظاہر کرے ۔ جب تک کہ بھارت اور چین کا سرحدی جھگڑا نہ نپٹ جائے ۔ اس سے پہلے شری سعادت علیخان پارلیمنٹری سیکرٹری نے بتایا کہ گذشتہ اگست میں پارلیمنٹری سیکرٹری نے بتایا ۔ کہ گذشتہ اگست میں پارلیمنٹ میں اسی قسم کے سوال کا جواب دینے کے بعد اب تک بھارت سرکار کو روس سے کوئی مزید جواب موصول نہیں ہوا ۔ چنانچہ اب روس سرکار کو پھر سے یاد دہانی کرائی گئی ہے

لیوپولڈول ۵ر دسمبر ۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کا ایک تار مظہر ہے کہ کرنل موبوٹو کے فوجیوں نے ماٹیڈی بندرگاہ پر پانچ ایسی پیٹیوں پر قبضہ کرلیا ہے جو کہ لیوپولڈول میں متعین ہندوستان کے سفارت خانہ کے نام بھیجی گئی تھیں ۔ ان پیٹیوں میں بھارت سرکار کے بعض سودے بھارت خانہ کے لئے بھیجا گیا سٹیشنری کا سامان نیز ہندوستان کے قونصل مسٹر عطاء الرحمن اور ان کی بیوی کا کچھ ذاتی سامان تھا ۔ مسٹر عطاء الرحمن نے ان پیٹیوں پر قبضہ کئے جانے کے خلاف کانگو کے دفتر خارجہ کو پروٹسٹ بھیجا ہے ۔ آمدہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرنل موبوتو کے فوجیوں نے پہلے ایک پیٹی کو کھولا ۔ لیکن ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس پیٹی میں کیا تھا ۔ غیر یقینی حالات کے پیش نظر مسٹر عطاء الرحمن نے سیندھیا جہاز ران کمپنی کے ایجنٹوں کو ہدایت دی ۔ کہ وہ پیٹیوں کو واپس بھیجدیں لیکن کمپنی نے تمام پیٹیاں بندرگاہ پر اتار دیں ۔ جن پر کرنل موبوٹو کے فوجیوں نے تمام پیٹیوں پر قبضہ کرلیا ۔ فوجیوں سگریٹوں کی بھی ایک پیٹی پر قبضہ کرلیا ہے جس کا آرڈر اتحادی اقوام کے سپلائی ڈیپارٹمنٹ نے دیا تھا ۔ فوجیوں نے تمام سگریٹیں آپس میں تقسیم کرلیں پیٹیوں پر قبضہ کرنے اور انہیں کھولنے کے خلاف اتحادی اقوام کی طرف سے کئی بار پروٹسٹ کیا جا چکا ہے ۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا ۔

ماسکو ۵ر دسمبر ۔ روس کے صدر مسٹر برزنیف نے گذشتہ روز لینن گراڈ میں کہا کہ روس دیگر کمیونسٹ ممالک کے ہمراہ مختلف سماجی نظاموں سے امن اور پر امن ہم وجودیت کے متعلق لینن کی پالیسی پر عمل جاری رکھے گا ۔ چین کے صدر مسٹر لیو شاؤچی کی موجودگی میں نیکٹری میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ روس اور چینی عوام کے مابین دوستی اٹوٹ ہے ۔ انہیں امید ہے کہ چینی وفد کے دورہ روس سے دونوں ملکوں کے عوام کے مابین دوستی مزید گہری ہوگئی ۔ چینی وفد کے کمیونسٹ لیڈر مسٹر گوملکا نے کہا کہ سارے کمیونسٹ ممالک اور بین الاقوامی مزدور تحریک نے انسانیت کو ایٹمی جنگ سے بچانے کے لئے تاریخی فیصلہ کیا ہے تاکہ دنیا میں پائدار امن قائم رکھا جا سکے ۔ کمیونسٹ پارٹیاں اس بات میں یقین رکھتی ہیں کہ سوشلزم اور سرمایہ داری کے مابین جدوجہد پر امن ذرائع سے ہونی چاہیئے ۔

انڈونیشیا ۵ر دسمبر ۔ ڈاکٹر دیویندر کمار گپتا سیکرٹری مدھیہ پردیش ہردوسے منڈل نے یہاں ایک انٹرویو میں بتایا کہ ہند سرکار عنقریب پارلیمنٹ میں ایک بل پاس کریگی جس کی رو سے پبلک جگہوں پر فحش پوسٹر اور اشتہار لگانے کی ممانعت کردی جائے گی ۔ ڈاکٹر گپتا نے جنہوں نے دلی میں راشٹرپتی ۔ آپ راشٹرپتی اور مرکزی گورنمنٹ کے وزیروں سے اس سلسلہ میں ملاقات کی تھی ۔ بتایا کہ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ فحش اشتہارات بند ہونے چاہئیں ۔

اکرہ ۵ر دسمبر ۔ گھانا نے بلجیم کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے ہیں ۔ گھانا کا کہنا ہے کہ کانگو میں جو گڑبڑ ہوئی ہے اس کی ذمہ داری بلجیم پر ہے ۔

لیوپولڈول ۔ ۵ر دسمبر ۔ کانگو کی فوجوں کے کمانڈر انچیف کرنل موبوٹو جنہوں نے آجکل تمام اختیارات خود سنبھال رکھے ہیں نے اعلان کیا کہ وہ کانگو ریپبلک کی ایک عارضی گورنمنٹ قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ آپ نے مزید کہا کہ نئی گورنمنٹ ان کمشنروں پر مشتمل ہوگی جنہیں کہ انہوں نے ملک کا نظم و نسق چلانے کے لئے حال ہی میں مقرر کیا تھا کہ کرنل موبوٹو نے جوزالش کے ریڈیو کے ایک نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے مزید کہا کہ موجودہ حالات میں پارلیمنٹ کا ایک اجلاس منعقد کرنا ناممکن ہے جو حقیقی معنوں میں نمائندہ ہو ۔ اور اور جو مفید ثابت ہو سکے ۔

سماں سیونگ سکیم میں جماعت احمدیہ قادیان کا تعاون

جماعت احمدیہ اپنی روایات اور اصول کے اعتبار سے پابند قانون اور پرامن جماعت ہے اور حکومت کے ساتھ تعاون اس کا شعار ہے حکومت کی چھوٹی بچتوں کی سکیم میں جماعت کئی سال سے حصہ لے کر تعمیری کاموں میں تعاون کر رہی ہے ۔ امسال ۱۰ر نومبر کو اسی غرض کے لئے موضع گوکھووال ضلع گورداسپور میں جناب کمشنر صاحب جالندھر ڈویژن محترمہ مہارانی صاحبہ پٹیالہ اور ضلع کے دیگر افسران تشریف لائے ۔ وہاں پر جماعت احمدیہ کی طرف سے بطور نمائندہ جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ اور جناب مولوی برکات احمد صاحب بی ۔ اے ناظر امور عامہ شامل تقریب ہوئے ۔ اور جماعت کی طرف سے مبلغ چھ ہزار روپے کا وعدہ سماں سیونگ سکیم میں جمع کرانے کے لئے کیا اور یہ رقم مورخہ ۲۴ نومبر کو مقامی ڈاکخانہ میں جمع کرا دی گئی ۔ (نامہ نگار)